ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-32

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر رابعہ شاہ
لیکچرر ہزارہ یونیورسٹی
ڈاکٹر الطاف یوسف زئی
ایسوسی ایٹ پروفیسر ہزارہ یونیورسٹی
حفصہ الطاف
ریسرچ سکالر ہزارہ یونیورسٹی

غضنفر کے خاکوں کے مجموعے "خوش رنگ چہرے" کا تجزیاتی مطالعہ

Dr.Rabia Shah*
Lecturer, Hazara University.
Dr.Altaf Yousafzai
Associate Professor, Hazara University.
Hafsa Altaf
Research Scholar, Hazara University.

***Corresponding Author:**

An Analytical Study of Ghazanfar's Collection of Sketches, " Khush Rang Chere"

Khush Rang is a collection of sketches by Ghazanfar, published in 2018.It consists of 20 sketches. The draftman put intellectual depth in these sketche and personality is reflected through homor. Ghazanfar has presented the person who has been sketched in such a way that the picture is displayed in front of the eyes. An attempt has been made to clarify the moral ,social and literary values in these sketches. Ghazanfer is a successful sketcher, he looks at the personality and suggests topics that are perfect for him. He had closely observed the personalities of the personalities he sketched and was well aware of their strengths and weakness. He has written sketches of great literary

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-32

ماخذ تحقیقی مجلہ

figures. Which is a great resource to get to know these personalities closely.

Key Words: *Brightly Colored Faces, Resource, Personalities, Literary.*

"خوش رنگ چہرے" غضنفر کی خاکہ نگاری کا مجموعہ ہے۔ جو ۲۰۱۸ء میں منظرِ عام پر آیا۔ اس مجموعے میں (۲۰) بیس خاکے شامل ہیں۔ جس میں ہر خاکہ ایک انفرادی شخصیت کے پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔ خاکہ نگار نے ان خاکوں میں فکری گہرائی، مشاہدے کی باریکی اور طنز و مزاح کے ذریعے شخصیت کی عکاسی کی ہے اور الفاظ کے ذریعے تصویر کے رنگوں کو اس طرح سے پیش کیا ہے کہ قارئین کی آنکھوں کے سامنے منظر کی تصویر آجاتی ہے۔ مگر ساتھ ہی اخلاقی، معاشرتی اور ادبی اقدار کو بھی واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ غضنفر ایک کامیاب خاکہ نگار ہیں۔ وہ شخصیت کو دیکھ کر اس کے لیے ایسے عنوانات تجویز کرتے ہیں جو بہترین ہوتے ہیں۔ کسی کو شریف آدمی، کسی کو موبائل آدمی، کسی کو موبائل فوارہ، سیانا مجذوب اور سلیقے کا آدمی جیسے عنوان تجویز کرتے ہیں جو ان کے حال احوال اور شخصیت کے عین مطابق ہوتا ہے۔

غضنفر نے مشہور اہم ادبی شخصیت شمس الرحمٰن فاروقی کا خاکہ "جس کا رنگ، رنگِ بہار ہے" کے نام سے لکھا۔ اس خاکے میں انہوں نے فاروقی کی شخصیت کے چھپے گوشے سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔ غضنفر نے فاروقی کے رویے کے بارے میں اس طرح لکھا:

> "اپنی زبان سے محبت کرنے کا ایسا والہانہ اور مخلصانہ انداز بہت کم لوگوں میں نظر آتا ہے۔ اس کے اس رویے کے پیچھے زبان کے تحفظ کا جذبہ تو ہے ہی، اپنے تہذیبی سرمائے کو بچانے کی فکر بھی ہے۔(1)"

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ شمس الرحمٰن زبان کی قدر و قیمت سے آگاہ تھے۔ وہ جانتے تھے کہ زبان باقی رہنے سے اور نہ رہنے سے ملک و قوم کا کتنا فائدہ نقصان ہوتا ہے۔ وہ زبان کے تحفظ کے لیے سنجیدہ تھے۔ وہ اپنی اس محبت میں انتہائی جارحانہ اور جذباتی رویہ اپنا لیتے تھے اور کافی حد تک دشمنیاں بھی مول لیتے لیکن اس سے کبھی بے وفائی نہ کی۔ اس خاکے میں غضنفر نے شمس الرحمٰن فاروقی کا ایسا خاکہ تحریر کیا ہے کہ ان کی شخصیت کے کئی پہلو سامنے آجاتے ہیں۔

غضنفر نے اپنی کتاب "خوش رنگ چہرے" میں نسیم قریشی کا خاکہ "موبائل فوّارہ" کے نام سے تحریر کیا۔ نسیم قریشی دراصل غضنفر کے استاد تھے ایسے استاد جو اپنے طلبہ کو کامیابی کے وہ گُر سکھاتے ہیں جو کوئی استاد نہیں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-32

سکھاتا۔ پہلے دن سے ہی طلبہ ان کی باتیں سن کر اس قدر متاثر ہو جاتے کہ کلاس کے باہر بھی ہر جگہ نسیم قریشی کبھی اکیلے نظر نہ آئے۔ وہ اکثر کلاس میں لطیفے سناتے اور طلبہ بڑے شوق سے ان کی کلاس لیتے لیکن طالب علم ان کے بارے میں کہتے کہ ان کے لیکچر میں کچھ نہیں ہوتا سوائے آخری لیکچرز کے ۔ غضنفر اپنی کتاب "خوش رنگ چہرے" میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "ان کے آخری لیکچرز کا انتظار جس انہاک واضطراب کے ساتھ کرتے اس تقویت واضطراب کے ساتھ شاید وہ اپنے محبوب کا انتظار بھی نہیں کرتے ہوں گے اور ان خطوں کو سننے اور لکھنے میں اس قدر محو ہوتے کہ انھیں اس کا بھی خیال نہیں رہتا کہ نسیم قریشی صاحب آخری بات بتا کر اب خاموش ہو چکے ہیں۔"(2)

اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ بطور معلم کس قدر اہمیت رکھتے تھے۔ وہ اپنے لیکچر میں لطیفے سناتے لیکن سمسٹر کے آخری ایام میں وہ طلبہ کو کامیابی کی وہ کنجیاں دیتے کہ اگر کوئی سمیٹ لے تو وہ کامیابی کی منزل کو با آسانی چھو سکے۔ ان کے لیکچرز میں خطابت کے فن کاری نظر آتی تھی۔ ادب مختلف رنگ وروپ کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہوا دکھائی دیتا۔ آپ کو شاعری کا حد درجہ شغف تھا۔ وہ لیکچرز میں عمدہ ترین شعر سناتے جو صنائع بدائع کی چاشنی سے مزین ہوتے تھے۔ غضنفر ایک اور جگہ یوں رقم طراز ہیں:

> "نسیم قریشی صاحب کی حسِ مزاح زبردست تھی۔ بات بات میں وہ مزاح کا پہلو نکال لیے تھے اور ہر دو چار منٹ کے بعد کوئی ایسا شگوفہ چھوڑتے تھے کہ پوری کلاس زعفران زار بن جاتا تھا۔"(3)

نسیم قریشی جہاں علم وادب کے دوست تھے وہیں وہ ظرافت اور طنز و مزاح سے بھی طلبہ کو لطف اندوز کرتے تھے۔ جس سے ماحول میں ہنسی مزاح کے ساتھ سیکھنے سکھانے کا عمل جاری رہتا تھا۔ خاکے کا ایک اہم جزو زبان وبیان بھی ہے۔ خاکے کے لیے ہمیشہ سادہ اور رواں زبان استعمال کرنی چاہیے اگر موضوع شخصیت سنجیدہ مزاج کا ہے تو اس کے لیے سنجیدہ الفاظ استعمال کرنے چاہیے اور اگر مزاحیہ ہے تو مزاحیہ اسلوب اختیار کرنا مناسب ہے۔ چوں کہ خاکہ نگار کو ادبی خاکہ لکھنے کے لیے تشبیہات و استعارات کا سہارا لینا پڑتا ہے تب ہی خاکہ ادب کی صفت میں شمار ہوتا ہے۔ غضنفر نے بھی نسیم قریشی کا خاکہ لکھتے ہوئے رمز و ایمائیت کے ساتھ شخصی خوبیوں کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ خاکہ نگار نے نسیم قریشی کا خاکہ یوں بیان کیا ہے:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-32

ماخذ تحقیقی مجلہ

"ڈھیلی ڈھالی پینٹ شرٹ، فربہ بدن، چھوٹے چھوٹے چھدرے بال، بالوں میں شب و روز والا رنگ، لکھنوی بانکوں والا ڈھنگ مستانہ چال، منہ میں ہمہ وقت تازہ پانیان اور کھتے کے رنگ میں رنگے دانت، پیک میں لت پت ہونٹ، بات بات پر منہ سے چھوٹتا ہنسی کا فوارہ، ٹھہاکوں کے ساتھ ہی مخاطب کی جانب بڑھتا لہراتا ہوا ہاتھ جیسے مساموں سے بھی قہقہے پھوٹ رہے ہوں، انگلیوں کی گرم جوشی جیسے دوسرے کی انگلیوں میں آپ انساط حیات بھر رہی ہوں۔"[4]

یوں تو غضنفر کا یہ وصف ہے کہ جس کا خاکہ لکھتے ہیں اس کا حلیہ بھی بیان کرتے ہیں اور حلیہ بھی اس طرح کہ قاری کے سامنے شخصیت ایک مکمل کردار بن کر سامنے آجاتی ہے۔ غضنفر نے اپنی کتاب "خوش رنگ چہرے" میں احساس کا خاکہ "دائرہ احساس میں احساس" کے نام سے لکھا ہے۔ غضنفر نے بیگ احساس کا خاکہ بہت فن کاری سے لکھا ہے۔ صاحبِ خاکہ کے ناک، نقش اور کردار کو اس طرح سے پیش کیا ہے کہ قاری کے سامنے مکمل صورت جلوہ گر ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ غضنفر بیگ احساس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"بیگ احساس کو میں نے ایک نقاد سمجھا تھا۔ نقاد جو ایک نکتے پر نظر رکھتا ہے۔ ایک ایک لکھنے کے مقام کو سمجھتا ہے جو ہر لمحہ چوکس اور چوکنا رہتا ہے جو اپنا کام مستعد سے کرتا ہے جو ہر جگہ اور ہر معاملے میں ہشیاری سے کام لیتا ہے، جو کبھی غافل نہیں ہوتا مگر حیدر آباد کے ایک سفر کے دوران میری اس سمجھ کو دھکّا پہنچا مگر یہ دھکّا مجھے کافی اچھا محسوس ہوا۔"[5]

غضنفر نے بیگ احساس کی بہت سی خوبیوں کا اعتراف کیا ہے۔ وہ بڑی دل جمعی سے بات کو سنتے تھے۔ ان کے منہ سے جو جملے نکلتے ان کا ہر لفظ دماغ کو ترو تازہ کر دیتا تھا۔ غضنفر ان سے گفتگو کے متعلق اس طرح لکھتے ہیں:

"سب سے زیادہ لطف ان کے منہ سے نکلے لفظ "ہاں" سے ملتا ہے۔ ٹیلی فون پر جب وہ "ہاں" کہتے ہیں اور اس "ہاں" کی جب تکرار سنائی دیتی ہے تو لگتا ہے کہ جیسے گیت کا کوئی مکھڑا سنگیت کے سر تال کے ساتھ ریپیٹ ہو رہا ہو یا جیسے کسی مترنم بحر میں لکھی ہوئی کسی نظم کے ٹیپ کا کوئی بند بار بار بلند ہو رہا ہے۔"[6]

غضنفر کو ان کی باتوں سے بے حد لطف ملتا تھا۔ ان کے جملے دل کو چھوتے تھے۔ ان کے بیان کی چاشنی اور شگفتگی سے بننے والے کا دماغ تازہ ہوتا۔ آپ ہر ایک کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتے تھے۔ لوگ ان سے بات

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-32

ماخذ تحقیقی مجلہ

کرتے وقت کان کے ساتھ ساتھ دل بھی ٹیلی فون سے لگاتے اور ان کی ایک ایک بات کو غور سے سنتے اور جواب دیتے کیونکہ ان کو پتا تھا کہ اگر ہم "نا" بھی کہیں گے تو بیگ صاحب کو کبھی برا نہیں لگے گا۔

جاوید حبیب، اردو صحافت، ادب اور سماجی شعور کے ایک نمایاں اور سرگرم رکن تھے۔ وہ بیک وقت صحافت، ادارت، تقریر اور طلباو سیاست جیسے امور میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ جاوید حبیب ایک لائق، ہونہار اور ذی وقار طالب علم تھے۔ صرف طلبہ ہی نہیں اساتذہ بھی ان کی باتیں بڑے غور سے سنتے تھے۔ غضنفر نے اپنی کتاب "خوش رنگ چہرے" میں جاوید حبیب کا خاکہ لکھا ان کا حلیہ کچھ یوں بیان کیا ہے:

> "یہ وہی طالب علم تھا جو اپنی اونچی ناک لمبے بکھرے بال، بے ٹوپی کی شیروانی اور اپنے سلاموں کے تسلسل یعنی آداب بجالانے میں بار بار اٹھنے والے ہاتھ مشینی جنبش سے پہچانا جاتا تھا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے ایک دن احتجاجاً شیروانی اور پاجامے کی جگہ پینٹ شرٹ پہن لی تھی تو پورا یونی ورسٹی کیمپس اس طرح انگشت بدنداں ہو گیا تھا جیسے یونی ورسٹی کے اندر کوئی انہونی واقع ہو گئی ہو۔"(7)

اس اقتباس میں خاکہ نگار نے جس طرح حبیب کا حلیہ بیان کیا ہے اس سے ان کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ وہ ہر وقت شیروانی پہن کر یونی ورسٹی جاتے تھے۔ ایک دن جب انہوں نے شیروانی کی بجائے پینٹ شرٹ پہنی تو لباس کی تبدیلی سے سب حیران رہ گئے۔ کیوں کہ وہ اپنے مخصوص لباس کی وجہ سے جانے جاتے تھے۔

عارف حسین خان کی زندگی کا بیشتر حصہ مراد آباد میں گزرا۔ مراد آباد میں نہ صرف ملازمت کی بلکہ اپنی علمی وادبی سرگرمیوں کا محور و مرکز بھی بنایا۔ ڈاکٹر صاحب نے صحافت کا آغاز بھی اسی شہر سے کیا۔ ہزاروں تشنگان ادب کو سیراب کرنے کے ساتھ کئی شعری محفلوں اور ادبی تقریبات بھی منعقد کیں۔ عارف صاحب ہر کام وقت پر کرنے کے عادی تھے۔ خواہ وہ کام پڑھانے کا ہوتا یا کسی سے ملنے کا حتیٰ الامکان گھڑی کی سوئی پر وہاں موجود ہوں گے۔ کبھی کبھار اگر لیٹ بھی ہو جائے تو دوسرے کو اطلاع دے دیتے کہ لیٹ ہو جاؤں گا۔ ہر وقت کام میں مصروف نظر آتے تھے۔ طلبہ سے نہایت محبت کرتے تھے۔ اگر کوئی طالب علم تین چار روز سے زیادہ غیر حاضر ہوتا تو خود ان کے والدین کو فون کر کے معلوم کر لیتے کہ کیوں غیر حاضر ہے۔ عارف صاحب ایک شریف النفس انسان تھے۔ ان کی شرافت کے بارے میں غضنفر لکھتے ہیں:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-32
ماخذ تحقیقی مجلہ

"عارف بھائی کا قصہ شرافت اس وقت تک مکمل نہیں ہو تا جب تک کہ ذکر مراد آباد نہیں آجاتا۔ مراد آباد وہ نگری ہے جہاں کاروباری چمک دمک کی ایسی چکاچوند ھ ہے کہ سب کچھ ماند پڑ جاتا ہے۔ باہر کا پیتل اندر کے سونے کو دبا دیتا ہے۔ یہاں کا ماحول تعلیم گاہوں کے معلموں کو بھی بھٹیوں میں جھونک دیتا ہے۔ در و دیوار سے اٹھنے والا دھواں دیار جگر کو بھی دھندلا کر رکھ دیتا ہے۔ ایسی نگری میں اردو کا چراغ جلانا اس کی لو کو بجھنے نہ دینا اور اسے ہندو کالج کے جھگڑوں سے محفوظ رکھنا ایسا کارنامہ ہے جسے کوئی عارف ہی انجام دے سکتا ہے۔"(8)

غضنفر نے ان کو بطور ادیب منفرد نظر سے دیکھا ہے۔ وہ اردو زبان وادب کے ماحول میں پروان چڑھے۔ آپ کی محبت کا انداز مہذب، شائستہ اور مقدس تھا۔ وہ ہر دیکھنے والے کو اپنی شرافت سے متاثر کرتے۔ غضنفر نے ان کا خاکہ اس طرح تحریر کیا کہ ان کی شخصیت کی پنہاں کئی خوبیوں کو بیان کیا ہے۔ مجید میاں غضنفر کے والد صاحب تھے۔ جن کا خاکہ غضنفر نے مجید میاں کے خون کے نام سے لکھا ہے۔ غضنفر اپنے والد کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وہ اکیلے ایسے آدمی تھے جس کا قد چھ فٹ سے اوپر تھا۔ سونے پر سہاگہ یہ کہ انھیں خالق کائنات کی طرف سے جسامت بھی اچھی بخشی گئی تھی اور رنگ بھی کھلتا ہوا عطا کیا گیا تھا۔ اوپر سے تندرستی ایسی کہ جسم کا ایک انگ ڈھولک کی طرح کسا ہوا لگتا تھا۔"(9)

مجید میاں کو اللہ تعالیٰ نے اچھی سیرت کے ساتھ ساتھ اچھی صورت سے بھی نوازا تھا۔ وہ اپنی صحت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اچھا کھاتے اچھا پہنتے تھے۔ اکثر لوگوں کا ان کے بارے میں کہنا تھا کہ مجید میاں کبھی بیمار نہیں ہوتے اور یہی بات تھی کہ وہ بچپن سے بڑھاپے تک کبھی بستر پر نہیں لیٹے۔ بڑی بیماریاں تو دور چھوٹی چھوٹی بیماریوں سے بھی وہ محفوظ رہے۔ ان کی صحت کا راز ان کے معمول میں ہر عمل کی پابندی میں مضمر تھا۔ سونے جاگنے، کھانے پینے اور پہننے میں ان کا منفرد انداز تھا۔ ان کی ایک اور خوبی خوش لباسی بھی ہے۔ وہ صاف ستھرا خوشبودار لباس پہنتے تھے۔ اچھی صحت اور اچھا لباس ان کو اور بھی دلکش بنا دیتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کو دیکھ کر مردہ دل لوگ بھی زندگی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ غضنفر نے اپنی خود نوشت "دیکھ لی دنیا ہم نے" میں اپنے والد کے بارے میں اس طرح لکھا ہے:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-32

ماخذ تحقیقی مجلہ

"وہ دنیا کو دوسروں کی نظر اور کتابوں کی آنکھ سے دیکھنے کے قائل نہیں تھے۔ بنی بنائی لکیر پر چلنا ان کے لیے لکیر پر لکیر پیٹنے جیسا تھا یا مکھی پر مکھی بٹھانے کا عمل تھا۔ وہ دنیا کو اس طرح دیکھنا چاہتے تھے جیسے دنیا پیدا ہو کر سیدھے انھیں کے پاس پہنچی ہو۔"(10)

اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ دنیا کو اپنی نظر سے دیکھتے تھے۔ وہ نہایت تجربہ کار شخص تھے۔ زندگی گزارنے کا اپنا انداز تھا۔ کسی کی تقلید کرنا اپنی توہین سمجھتے تھے۔

انجم عثمانی ایک مشہور افسانہ نگار تھے جو اپنے ہیئتی تجربوں اور موضوعاتی تنوع کے لحاظ سے ایک کامیاب افسانہ نگار تسلیم کیے جاتے ہیں۔ آپ حقیقت نگاری کے فن اور تکنیک سے پوری طرح واقفیت رکھتے ہیں۔ انجم عثمانی نے اپنے ہم عصروں میں اپنی ایک الگ پہچان بنائی۔ غضنفر نے اپنی کتاب خوش رنگ چہرے میں انجم عثمانی کا خاکہ "تلاش مشک شگفتگی" کے عنوان سے لکھا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"انجم عثمانی کم لکھتے ہیں اور کم میں بھی اختصار کرتے ہیں مگر جب چوتھی دنیا کا ایک کالم ان کے قلم کو سونپا گیا تو دیکھتے ہی دیکھتے اس قلم نے تحریروں کی سنچری بنا ڈالی۔ جیسے تحریریں نہ ہوں۔ کرکٹ میچ کے دن ہوں جو دنادن چوکے چھکے مار کر بنائے گئے ہیں۔ اور اس دن بازی میں انجم نے صرف دن ہی نہیں بٹورے بلکہ دھریندروں کی بہت ساری کو وکٹیں بھی گرا دیں۔"(11)

انجم عثمانی کی تحریر میں دنیائے علم وادب میں ایسا منفرد اور ممتاز مقام بنایا ہے۔ میں نے بہت سے ادیبوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ بہت سارے قلم کار انجم عثمانی کے آگے چھوٹے نظر آتے ہیں لیکن پتا نہیں کیوں انجم عثمانی کیسے اچانک سے غائب ہو گئے۔ انجم عثمانی کے اچانک غائب ہو جانے سے غضنفر کو تشویش لاحق ہے۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہو سکتا ہے وہ کسی نئی دنیا کی تلاش میں ہو۔ ایک جگہ غضنفر نے عمدہ طریقے سے انجم عثمانی کے بارے میں تحریر کیا ہے وہ کہتے ہیں:

"اس کی مختصر بیانی کا معنی کھلا۔ شگفتہ بیانی کا راز سامنے آیا۔ صدارت کا جوہر خفتہ ظاہر ہوا۔ پوشیدہ اوصاف انسانی وا ہوئے مگر نہیں کھلا تو صرف یہ سر خفی کہ اپنے نافے میں شگفتگی کا مشک رکھنے والا مرگ تلاش شگفتگی میں در در کیوں بھٹکتا رہا؟ کیا وہ یہ بتانے کے لیے ایسا کرتا رہا کہ جس زمین میں سے شگفتگی کا پودا نکالتا ہے وہ شدت گرمی حیات سے تڑخ گئی ہے یا یہ کہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-32

ماخذ تحقیقی مجلہ

شگفتہ زاروں میں خس و خاشاک اگ آئے ہیں یا وہاں باد مرمر نے اپنی راہ بنالی ہے یا یہ جتانا مقصود ہے کہ یہ کستوری صرف اور صرف اس کے پاس موجود ہے یا پھر اس مرگ کو اپنے نافے والے مشک کا واقعی علم نہیں ہے۔"(12)

غضنفر نے انجم عثمانی کے الفاظ اور معانی کی شائستگی اور شگفتگی کا نہایت فن کاری سے بیان کیا ہے۔ آپ کے اندر دوستی نبھانے کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔ وہ دوستوں کی ایک کال پر پہنچ جاتے تھے۔ گھنٹوں کا سفر کر کے پھر گھنٹوں دوستوں کا انتظار کرتے۔ وہ اپنے دوستوں کے لیے بے چین رہتے تھے۔ آپ کو بات کرنے کا سلیقہ آتا تھا۔ وہ باتوں سے دوسروں کو ایسے قائل کر دیتے کہ شاید ہی کوئی اور ایسے کر سکتا۔ غضنفر نے انجم عثمانی کا خاکہ بہت خوب صورت انداز میں لکھا ہے۔

ڈاکٹر قمر الہدی فریدی کا خاکہ غضنفر نے اپنی کتاب "خوش رنگ چہرے" میں "خاکہ ایک شریف آدمی" کے عنوان سے لکھا ہے۔ ڈاکٹر قمر الہدی واقعی ایک شریف انسان تھے۔ اپنی دنیا میں مگن رہتے تھے نہ کسی کی غیبت کرتے اور نہ سنتے تھے۔ اکثر محفلوں میں لوگ ایک دوسرے کی باتیں کرتے اور ہنستے لیکن قمر الہدی فریدی کے ہونٹ پر کبھی مسکراہٹ دیکھنے کو نہیں ملتی تھی۔ غضنفر نے بڑے خوب صورت انداز سے قمر الہدی فریدی کا خاکہ لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

" اس لیے اس کا چہرہ نہیں بگڑتا، آنکھیں شکوہ سنج نہیں ہوتیں، بھویں اپنی جگہسے نہیں کھسکتیں۔ بورے تناظر، پس منظر اور کیفیات کے ساتھ اس حال کی تصویر اگر کیمرے میں آجائے تو وہ تصویر ایک نادر اور شاہکار مرقع ثابت ہوسکتی ہے۔"(13)

ڈاکٹر قمر الہدی کا خاکہ " خاکہ ایک شریف آدمی کا" کے عنوان سے لکھا ہے جو ان کی شرافت کا واضح ثبوت دیتا ہے۔ غضنفر ڈاکٹر قمر کے بارے میں لکھتے ہیں:

" کسی شریف آدمی کا خاکہ لکھنا آسان نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ ایسے آدمی میں وہ ٹیڑھے میڑھے خطوط اور آڑے ترچھے نقوش نہیں ہوتے جو کسی کا خاکہ اڑانے اور دھمک پیدا کرنے میں بارود کا کام کرتے ہیں مگر اس کے اندر کچھ عناصر ایسے ضرور ہیں جو آج کے مخصوص تناظر میں اس سیدھے شریف آدمی کو بھی ٹیڑھا ترچھا بنادیتے ہیں۔"(14)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-32
ماخذ تحقیقی مجلہ

اس اقتباس سے ہم ان کی شرافت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ ان کے بارے میں خاکہ نگار کہتے ہیں کہ شریف آدمی کا خاکہ لکھنا مشکل ہوتا ہے کیوں کہ اُس کے عادات و افعال بالکل سیدھے سادے ہوتے ہیں۔ ان کے کسی بھی کام میں جلد بازی نہیں ہے۔ ان کی طبیعت میں ایک خاص قسم کا ٹھہراو نظر آتا ہے۔ زندگی کی دوڑ میں توازن و اعتدال نظر آتا ہے۔ نہ آگے بھاگنے کی حرص ہے اور نہ پیچھے رہنے کا غم ہے۔ انہوں نے اپنے نفس کو ہر قسم کی برائی سے الگ رکھنے کی بھرپور سعی کی ہے۔

غضنفر نے ناز قادری کا خاکہ اپنی تصنیف خوش رنگ چہرے" میں " نظر نہ آنے والے منظر کا منظر " کے عنوان سے لکھا ہے۔ خاکہ نگار نے ان کے بارے میں لکھا ہے:

> "مجھے بے پناہ خوشی ہوئی کہ میں نے جس کا نام یوں ہی پیش کر دیا تھا اس نے نہ صرف یہ کہ اتنے رنگ و آہنگ سے اپنے پیش روؤں کے روئے خوش رنگ کو بے رنگ کر دیا تھا۔ بلکہ یہ ثابت بھی کر دیا تھا کہ اگر موقع دیا جائے تو حاشیہ مرکز سے زیادہ چمک دمک دکھا سکتا ہے۔ اس کی تقریر نے مجھے اس وقت متاثر کیا کہ میری طبیعت اس کی تحریروں کے لیے متجسس ہو اٹھی۔"(15)

غضنفر ناز قادری کی شخصیت سے متاثر ہیں۔ ناز قادری ایک ایسے انسان تھے جو اس افراتفری کے دور میں بھی اپنی زبان کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کو تیار تھے۔ آج بھی ان کے گھر میں ان کے بچے اردو کے شیدائی ہیں آپ ہر وقت اپنے بچوں کو اس زبان کے قریب لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہوں نے زبان کے علاوہ مختلف پہلوؤں پر بحث کی جن میں ادب، فن، ثقافت، تنقید، لسانی صورت حال تحقیق اور سیاست پر نئے انداز سے روشنی ڈالی۔ ان کو زبان و بیان پر مکمل عبور حاصل تھا۔ ان کی تحریریں ان کے فہم و فراست کا ثبوت ہیں۔ غضنفر نے ناز قادری کی ادبی خدمات اور اردو سے محبت کو بہترین الفاظ میں بیان کیا ہے۔

رشید قریشی بہار کے رہنے والے تھے۔ آپ غضنفر کے کلاس فیلو تھے۔ غضنفر نے ان کا خاکہ "فعولن" کے نام سے لکھا ہے۔ انہیں اس لیے فعولن کہتے ہیں کہ اکثر استاد محترم کوکب قدر صاحب عروض کی کلاس میں کسی شعر کی تقطیع کرنے کو کہتے تو رشید قریشی صاحب فوراً فعولن فعولن فعولن فعولن کہتے۔ اگر یہ وزن بحر متدارک والے اشعار میں بھی کہہ جاتے تب سے ان کا نام فعولن رکھا گیا۔ غضنفر نے رشید صدیقی کا خاکہ اس انداز میں لکھا:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-32
ماخذ تحقیقی مجلہ

"سفید شیروانی، سنہری عینک اور سیاہ صورت والی فہنی شخصیت جب فعولن فعولن کرتی ہوئی کھڑی ہوئی تو کلاس کسی مزاحیہ ڈرامے کا سٹیج بن جاتا اور ایسا لگتا جیسے ببن خان اپنے زمانے کا مشہور کردار نے نئے آرٹس فیکلٹی میں انٹری لے لی ہو۔"(16)

غضنفر نے رشید صدیقی کی کلاس کا منظر مزاحیہ انداز میں بیان کیا ہے۔ ان کے اس انداز سے سب طلبہ وطالبات ہنسنے لگتے تھے۔ ان کا انداز اور لباس ایسا ہی تھا کہ دیکھتے ہی خود بخود ہنسی نکل جاتی تھی۔ غضنفر نے خاکہ لکھتے وقت صاحب خاکہ کے ظاہر کے ساتھ ساتھ اس کی باطنی کیفیات کی بھی ترجمانی کی ہے۔ انہوں نے اپنے ہم جماعت کا خاکہ لکھتے ہوئے طنز وظرافت کے ساتھ شگفتگی پیدا کی ہے۔

غضنفر نے اپنی کتاب "خوش رنگ چہرے" میں ارتضیٰ کریم کا خاکہ "پیری میں جوانی پن" کے عنوان سے لکھا ہے۔ ارتضیٰ کریم کا اصل نام سید علی کریم ہے اور تخلص ارتضیٰ کریم ہے۔ آپ نے فکشن پر کئی درجن کتابیں لکھ کر اردو ادب کے دامن کو وسعت بخشی۔ ارتضیٰ کریم اردو ادب کے ایک معروف اسکالر، نقاد اور محقق ہیں۔

ارتضیٰ کریم کی بے باکی کے بارے میں غضنفر لکھتے ہیں:

"لکھنو میں منعقدہ جشن نارنگ میں جب میں نے بتایا کہ "نارنگ کے نورنگ" پڑھنا شروع کیا تو ے تنقید کا جلسہ محفل مشاعرہ بن گیا۔ ہر طرف سے واہ واہ! مرحبا! سبحان اللہ! کیا کہنا! کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ جب میرا پرچہ ختم ہوا تو وہ جو اس جلسے میں نظامت کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ مسکراتا ہوا کھڑا ہوا اور بنا کسی مصلحت اور خوف کے بڑی بے باکی سے بول پڑا: خواتین وحضرات! غضنفر کے اس شاندار اور پر بسیار خاکے کے بعد اب بچتا ہی کیا ہے کہ اسے پیش کیا جائے۔"(17)

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کے سامنے بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہوں لیکن ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ ایک صاف دل انسان ہے۔ ان کی کئی باتیں لوگوں کو ناراض تو کر سکتی ہیں۔ لیکن ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ وہ کسی کو دھوکا نہیں دیتے۔ جو کرتے ہیں سامنے کرتے ہیں۔ دوستی ہو یا دشمنی لوگوں کے منہ پر وار کرتے ہیں۔ کسی کو خوش فہمی یا غلطی میں نہیں رکھتے۔ وہ ایک کھرے انسان ہیں۔ ان کے مزاج میں منصفانہ رویہ بالکل بھی نہیں ہے۔ جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر بھی لاتے ہیں۔ کسی کی بے جا تعریف نہیں کرتے۔ ایسے لوگ آج کل دنیا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-32
ماخذ تحقیقی مجلہ

میں بہت کم ہیں لیکن ایسے لوگوں کو بھی ہونا چاہیے جو جیسا باہر سے ہو ویسا ہی اندر سے ہو۔ غضنفر نے ارتضیٰ کریم کا حلیہ اس طرح سے لکھا ہے:

> "ان کا چہرہ اپنے آپ میں بھی اچھا خاصا صاف شفاف ہے۔ مگر سفید بالوں کی گنگوتری سے جو گنگا بہتی ہے وہ اسے اور بھی منزہ اور آب دار بنا دیتی ہے جیسے چمپا کے کھیت میں آسمان سے چاندنی بھی اتر آئی ہو۔ اس کے سر پر سفید چمک دار بالوں کے ہلکے پیچ و خم ایسے لگتے ہیں جیسے ریشم کے بہت سارے دھاگے کورس میں کوئی کلاسیکی رقص کر رہے ہوں۔"(18)

غضنفر نے بہت اچھے انداز میں ارتضیٰ کریم کی خوبصورتی کو بیان کیا ہے۔ ان کا ظاہر جتنا خوبصورت ہے باطن بھی اسی طرح دلکش اور حسین ہے۔ خاکہ نگار نے ان کے بالوں کی تعریف بہت دلکش انداز میں کی ہے۔ ویسے تو لوگ عجیب و غریب رنگ و روغن سے اپنے بالوں کو کالا کرتے ہیں تاکہ ان کی خوبصورتی بحال رہے لیکن ارتضیٰ کریم ہمیشہ اصلیت پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کے سفید بال کالے بالوں سے زیادہ خوبصورت نظر آتے ہیں۔ ارتضیٰ کریم کا خاکہ غضنفر نے ایسے تحریر کیا ہے کہ ان کی تصویر اس طرح سے آنکھوں کے سامنے آتی جس سے ان کی شخصیت بھی جھلک رہی ہے۔

غضنفر کی اس کتاب کا اگر مجموعی طور پر جائزہ لیا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ غضنفر نے زیادہ تر خاکے اپنے دوستوں قرابت داروں اور اساتذہ کے لکھے ہیں ۔ان لوگوں کے خاکے لکھے جن سے ان کے بہت گہرے تعلقات تھے جن کی شخصیات کو انھوں نے بہت قریب سے دیکھا ان کی شخصیت کا چاہے اچھا پہلو ہو یا برا اس کو وہ بہت اچھے سے جانتے تھے۔ انھوں نے جن شخصیات کے خاکے لکھے وہ بہت اچھی علمی اور ادبی شخصیات بھی تھیں اس لیے ان کی شخصیت کے بہت سے پہلو جن سے ادبی دنیا کے قاری ناواقف تھے غضنفر کے ان خاکوں کی بدولت آگاہ ہوتے ہیں۔ غضنفر نے جو خاکہ بھی تحریر کیا ہمیشہ اس میں کامیاب نظر آئے ہیں۔ ہر شخص کی شخصیت کو دیکھ کر عین اس کے مطابق عنوان تجویز کیا ہے۔ خوش رنگ چہرے" غضنفر کی خاکہ نگاری کا مجموعہ ہے۔ اس میں خاکہ نگار نے ان لوگوں کی زندگی کے تاثرات اور تجربات کو پیش کیا ہے جنہوں نے ادبی، سماجی، تہذیبی اور انسانیت کے شعبوں میں اپنا نمایاں کردار سر انجام دیا ہے۔ خاکہ نگار نے قاری کو شخصیات کے مختلف رنگ، تصویر اور کیفیتیں دکھانے کی کوشش کی ہے۔ ہر خاکہ ایک انفرادی شخصیت کو اجاگر کرتا ہے۔ مگر ساتھ ہی وہ اخلاقی معاشرتی اور ادبی اقدار کی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-32
ماخذ تحقیقی مجلہ

جھلک بھی دکھاتا ہے۔ غضنفر نے ان خاکوں میں فکری گہرائی، مشاہدے کی باریکی اور طنز و مزاح کو خوبصورت انداز میں سمویا ہے۔ خوش رنگ چہرے اردو خاکہ نگاری کی روایت میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔

حوالہ جات

۱غضنفر، خوش رنگ چہرے، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی،۲۰۲۳ء ص ۱۳

۲غضنفر، دیکھ لی دنیا ہم نے، عرشی پبلی کیشن، نیو دہلی، ۲۰۲۱، ص ۹

۳حسن احمد، بہار میں اردو خاکہ نگاری، آزاد بک سینٹر، پٹنہ، ۱۹۸۵ء، ص

۴ حنظل بیگ احساس، مکتبہ شعر و حکمت، حیدر آباد، ۱۹۹۳ء، ص ۹

۵غضنفر، خوش رنگ چہرے، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۲۳ء ص ۴۳

۶ایضاً ، ص ۴۳

۷ محمد آصف حسین خان، ڈاکٹر عارف حسن خان: شخصیت اور ادبی خدمات، ایم کے آفسٹ پرنٹس، دہلی، ۲۰۱۴ء، ص ۷

۸غضنفر، خوش رنگ چہرے، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۲۳ء ص ۵۶

۹ایضاً ، ص ۳۳

۱۰ایضاً ، ص ۷۲

۱۱ایضاً ، ص ۸۲

۱۲ایضاً ، ص ۹۳

۱۳ایضاً ، ص ۹۴

۱۴ایضاً ، ص ۱۰۰

۱۵ایضاً ، ص ۱۱۰۔۱۱۱

۱۶ایضاً ، ص ۱۱۴

۱۷ایضاً ، ص ۱۲۹